سیرت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

تحریر محمد داؤد سلیم

نام و نسب:۔ عثمان بن عفان بن ابو العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ کعب بن لوئی بن غالب القرشی الاموی

والدہ کا سلسلہ نسب یہ ہے کہ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف

آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب والد اور والدہ دونوں کی طرف سے پانچویں پشت میں عبد مناف پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب سے مل جاتا ہے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۳۶)

پیدائش:۔ آپ ہجرت مدینہ سے ۴۷ برس قبل بمطابق ۵۷۷ء مکہ میں پیدا ہوئے جیسا کہ بعض کہتے ہیں کہ آپ سال فیل کے چھٹے برس پیدا ہوئے (تاریخ الخلفاء ص ۱۸۸)

قبول اسلام اور خدا کی رضامندی:۔ خود آپ رضی اللہ عنہ کے اپنے بیان کے مطابق اسلام قبول کرنے والوں میں ان کا نمبر چوتھا تھا۔ (کنز الاعمال علی المتقی الہندی ج ۱۵ ص ۲۲)

اس بنا پر آپ کے سابقین اولین میں شامل ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور ارشاد خداوندی ہے "والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنت تجری تحتها الانهر خالدين فيها ابدا ذلک الفوز العظيم (التوبتہ ۱۰۰)

ترجمہ:۔ اور مہاجرین اور انصار مقدم اور سابق ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیروکار ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان

کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔ آپ کے السابقون الاولون کہلانے کے باوجود اس بات میں اختلاف ہے کہ آپ نے اسلام کس طرح قبول کیا ایک روایت میں خود فرماتے ہیں جب ابوبکر کی تبلیغ پر اسلام قبول کرلینے کی غرض سے ہم دونوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا ارادہ کر ہی رہے تھے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ عثمان رضی اللہ عنہ، میں مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہوں تو خدا کی جنت قبول کر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ان دو سادہ جملوں میں کس غضب کی تاثیر تھی کہ کلمہ شہادت بے اختیار میری زبان پر جاری ہو گیا۔ (الاصابتہ لابن حجر ج ۸ تذکرہ سعدی بنت کریز)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت زبیر بن عوام کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، دونوں خدمت نبوی میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اسلام پیش کیا اور انہوں نے اسے فوراً قبول کر لیا۔ (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۳۶)

بچپن اور جوانی:۔ آپ کے بچپن اور جوانی کے حالات پردۂ خفا میں ہیں البتہ آپ مکہ کے ان چند نمایاں لوگوں میں سے تھے جو نوشت وخواند جانتے تھے اور فطرتاً بڑے نیک اور راست باز تھے شراب عرب کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی جو لوگ پیتے تھے وہ فخر کرتے تھے اور نہ پینے والوں پر طعن کرتے تھے کیونکہ ان کے نزدیک شراب نہ پینا بخل کی علامت تھا لیکن اس ماحول میں دولت و ثروت کے ساتھ رہنے کے باوجود آپ ان چند اکابر قریش (حضرت عباس رضی اللہ عنہ، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، وغیرہ) میں سے تھے جو سلیم الفطرت ہونے کے باعث شراب سے نفرت کرتے تھے۔ (شرح شواہد مغنی اللبیب جلال الدین سیوطی ص ۴۴)

اسی طرح گانا بجانا، لہوو لعب اور زناکاری عرب کے پسندیدہ مشاغل تھے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، ان سب چیزوں سے طبعاً مجتنب تھے چنانچہ ایک مرتبہ فرمایا میں نے عہد جاہلیت میں یا اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا۔ نہ شراب پی ہے اور نہ گایا بجایا ہے۔ (کنز الاعمال علی المتقی

الہندی ج ۱۵ ص ۲۲)

شدائد:۔ اسلام کا ابتدائی زمانہ بلکہ پورا مکی دور سب سے زیادہ نازک اور شدید تھا۔ جو اسلام قبول کرتا تھا۔ مورد مصائب و آلام ہو جاتا تھا چنانچہ حضرت عثمان اگرچہ دولت و ثروت کی وجہ سے اپنے خاندان میں نہایت معزز اور باوقار تھے لیکن اس ابتلائے عام سے وہ بھی نہ بچ سکے ان کا چچا الحکم ان کو رسی سے باندھ کر مارتا اور کہتا۔ تو اپنے آباؤ اجداد کا مذہب چھوڑ کر اس نئے مذہب کو قبول کر بیٹھا ہے خدا کی قسم میں تجھ کو اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک تو اس مذہب کو ترک نہیں کر دے گا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جواب دیتے ہیں بخدا میں اس دین کو کبھی نہ چھوڑوں گا اور نہ اس سے جدا ہوں گا۔ الحکم بھتیجے کا یہ اصرار اور استقلال دیکھتا تو آخر ہار مان کر بندش کھول دیتا (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۳۷)

آپ ؓ کے اسلام قبول کر لینے کا صدمہ آپ کی والدہ کو بھی اس درجہ شدید ہوا کہ گھر چھوڑ کر اپنے بھائی عامر بن کریز کے گھر جا بیٹھیں آخر جب بیٹے کے ترک اسلام سے بالکل مایوس ہو گئیں تو سال بھر کے بعد اپنے گھر واپس آئیں۔ (انساب الاشراف بلاذری ج ۵ ص ۲)

ہجرت:۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا کہ آپ اسلام کی دعوت علی الاعلان کریں جس کی وجہ سے قریش نے صحابہ کرام کو ایذا رسانی کی مہم تیز تر کر دی۔ اس صورت حال کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہجرت حبشہ کا مشورہ دیا جب دوسرا قافلہ حبشہ گیا جن کی مجموعی تعداد تراسی تھی انہیں مہاجرین میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ رقیہ بھی تھیں (سیرت ابن ہشام ص ۲۹۴)

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کا ارادہ فرمایا تو صحابہ کرام کو مدینہ روانہ کرنا شروع کر دیا خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو مسلمان مدینہ گئے ان میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مع اہل و عیال بھی تھے۔

ذوالنورین کا خطاب:۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری صاحب زادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو بھی حضرت عثمان

رضی اللہ عنہ کے حبالۂ عقد میں دے دیا۔ جس کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کالقب ذوالنورین ہو گیا۔

بیہقی نے اپنی سنن میں عبداللہ بن عمر بن ابان جعفی سے روایت کی ہے کہ مجھ سے میرے ماموں حسین جعفی نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت عثمان کالقب ذوالنورین کیوں تھا۔ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک سوائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کسی شخص کے نکاح میں کسی نبی کی دو لڑکیاں نہیں رہیں اسی واسطے آپ کالقب ذوالنورین ہے۔

غزوات:۔ آپ نے بعض غزوات میں بوجوہ حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم شرکت نہیں فرمائی جن میں غزوہ بدر ہے کیونکہ آپ کی اہلیہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بیمار تھیں تو آپ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ ان کے علاج کی خاطر مدینہ میں ہی قیام فرمائیں۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا لشکر اسلام کی واپسی سے قبل ہی وفات پا گئیں آپ کی عدم شرکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تھی اس لئے آپ نے حضرت عثمان کو مال غنیمت میں سے ایک مجاہد کا حصہ عطا فرمایا۔ اور کہا کہ تیرے لئے بدر میں شریک ہونے والوں کی طرح اجر بھی ہے اس کے علاوہ بعض غزوات میں شریک ہوئے مثلاً غزوہ احد صلح حدیبیہ وغیرہ اور بعض میں آپؓ نے مدینہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کے فرائض سرانجام دیئے تھے مثلاً غزوہ ذات الرقاع وغیرہ۔

سخاوت:۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اکثر اوقات اسلام کی سربلندی کے لئے اپنا مال وقف کرتے رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ آپ کے پاس مال بھی بے حد تھا جس کی وجہ سے غنی کہلاتے تھے چنانچہ جنگ تبوک کے موقع پر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چندہ مانگا۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار کہنے سے تین سو اونٹ ساز و سامان سے لدے ہوئی آپ کی خدمت اقدس میں پیش کئے اور اس کے علاوہ ایک ہزار سونے کی اشرفیاں بھی دیں۔ تو ناطق وحی ﷺ نے زبان نبوت ﷺ سے دو مرتبہ فرمایا۔"

ماضر عثمان ماعمل بعد الیوم مرتین" آج کے بعد عثمان جو عمل کرے وہ عمل اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ (الجامع الترمذی مع تحفتہ الاحوزی ج ۴ ص ۳۲۰)

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کو لیکر روانہ ہوئے تو راستے میں کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا تو مدینہ سے خوردونوش کے سامان سے لدے ہوئے اونٹ خدمت اقدس میں آپہنچے ساربان نے دریافت کرنے پر بتایا کہ یہ سامان، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے اور پھر اسی زمین پر بیٹھ کر محبوب رب العالمین نے ہاتھ اٹھالئے اور کہا اے اللہ میں عثمان رضی اللہ عنہ، سے راضی ہو چکا ہوں تو بھی میرے عثمان رضی اللہ عنہ، سے راضی ہو جا۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہ، کو حکم دیا کہ تم سب بھی عثمان رضی اللہ عنہ، کے لئے دعا کرو (ازالتہ الخفاء عن خلافتہ الخلفاء)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کئی روز سے آگ نہیں جلی تھی اور چار روز فاقے سے گزر گئے گھر میں کوئی چیز نہیں تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جاکر اللہ سے دعا کرنے لگے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، کو معلوم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ، نے کچھ کھجوریں ایک بکری ذبح شدہ اور سو درہم لاکر ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو پوچھا کہ یہ سامان کہاں سے آیا ہے فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، کی طرف سے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چلے گئے اور بارگاہ خداوندی میں ہاتھ پھیلا لئے اور کہا اے اللہ میں عثمان سے راضی ہو چکا ہوں اے اللہ تو بھی عثمان سے راضی ہو جا۔

اور اسی طرح بئر رومہ کو اپنی جیب سے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توسیع میں آپ نے مال پیش کر کے جنت کی بشارت حاصل کی۔

دور صدیقی میں جب قحط پڑ گیا اور مدینہ منورہ میں اشیاء خورد و نوش کے ذخیرہ ختم ہو گئے کھانے کو کوئی چیز نہ ملتی تھی۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ اشیاء خورد و نوش سے لدے ہوئے اللہ کی رضا کے لئے اہل مدینہ میں تقسیم کر دیئے۔ (ازالتہ الخفاعن خلافتہ الخلفاء)

خوف خدا اور تقویٰ:۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے تقوے کا یہ عالم تھا خود فرماتے

ہیں "ما تغنیت و ما تمنیت و لا مسست ذکری بیمینی منذ بایعت بھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم جب سے میں نے ہوش سنبھالی ہے کبھی میں نے گانا نہیں گایا۔ بلکہ گانے کی تمنا بھی نہیں کی۔ اور جب سے اپنے دائیں ہاتھ سے دست نبوت پر بیعت کی ہے اس دن سے لے کر آج تک کبھی اپنے دائیں ہاتھ کو مقام ستر پر بھی لگنے نہیں دیا۔

جب آپ کبھی قبرستان کے پاس سے گزرتے تو خوف خدا' فکر آخرت اور ذکر موت سے اس قدر آنسو آنکھوں سے بہتے کہ داڑھی مبارک تر ہو جاتی۔ رفقاء نے ایک دن تعجب سے پوچھا کہ حالات حشر سن کر بھی آپ اس قدر آہ و بکا نہیں کرتے۔ جس قدر قبرستان کو دیکھ کر اشکبار ہو جاتے ہیں تو فرمایا۔

اے ساتھیو! قبر آخرت کی گھاٹیوں میں سے پہلی گھاٹی ہے جو یہاں کامیاب ہو گیا وہ بقیہ مقامات پر بھی سرخرو ہو جائے گا اور جو یہاں ناکام ہو گیا وہ دیگر مقامات پر نامراد ہی رہے گا۔

ایک مرتبہ ساتھیوں سے فرمایا کہ اگر روز جزاء کو میرے ساتھ ایسا ہو کہ میرے ایک طرف جنت اور دوسری طرف جہنم ہو اور میں ان دونوں کے درمیان کھڑا کیا جاؤں اور مجھے یہ معلوم نہ ہو کہ میری قسمت میں جنت کا فیصلہ ہونے والا ہے یا جہنم کا تو میری تمنا یہ ہوگی کہ کاش میں یہیں راکھ ہو جاؤں اور مجھے اپنے حساب و کتاب کا نتیجہ معلوم نہ ہو سکے۔

خلافت اور فتوحات :۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے آخری ایام میں لوگوں کی درخواست پر اپنی جانشینی کے لئے حضرت عثمان' علی' سعد بن ابی وقاص' عبدالرحمٰن بن عوف' طلحہ بن عبداللہ اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنھم کے نام پیش کئے بالآخر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان حضرات نے اپنا خلیفہ نامزد کیا۔ (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۴۳)

آپ کے دور خلافت میں سکندریہ' لیبیا اور تیونس جزیرہ قبرص' جزیرہ اروار' اندلس' جزیرہ رودس' عراق و ایران' خراساں سیستان اور کابل کے علاقے فتح ہوئے اور ہندوستان پر فوج کشی کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔

شہادت:- آپ کی شہادت کا ذکر بڑا طویل ہے جس پر ایک مستقل مضمون لکھا جا سکتا ہے بہر حال آپ مظلومی کی حالت میں ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ بروز جمعہ بعد نماز عصر شہید کر دئے گئے۔ اور جنت البقیع کی بجائے حش کوکب میں دفن کئے گئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بقیع اور حش کوکب کے درمیان حائل دیوار کو گرا کر حش کوکب کو بقیع کا جز بنا دیا۔ (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۵۴)

[illegible]

میں سرگرمی مقصد اور مسلسل جدوجہد ہی نتیجہ خیز اور فیض بخش ہو سکتی ہے۔

جامعہ سلفیہ کے وسیع تعلیمی عزائم کی تکمیل کے لئے مالی وسائل کا تعین اور مناسب رقوم کی فراہمی آپ کی توجہ کی مستحق ہے تاکہ جلد از جلد عالم اسلام کی یہ بلند پایہ اور مثالی درس گاہ اپنے پروگرام کو پورا کر سکے جو پاکستان کے باشندوں کی طرف سے دنیا کے لئے ایک یادگار خدمت ہو گی۔ جامعہ کی طرف سے ایک ماہنامہ (بنام بحر العلوم شائع کرنے کا ارادہ ہے جس کا مقصد جامعہ کی علمی و ادبی اور دیگر کارگزاریوں سے تحریک اسلامی کے مخلص اور ہمدرد دوستوں کو آگاہ رکھنا ہے اور عالمی شہرت رکھنے والی شخصیتوں اور ماہرین علوم اسلامیہ کے خصوصی مضامین حاصل کر کے شائع کرنے کا اہتمام کرنا ہے۔

تعاون کی صورتیں

(۱) اللہ تعالیٰ سے اپنے خصوصی اوقات میں بطور خاص اس درسگاہ علوم نبویہ کے لئے عجز و نیاز سے دعا فرمائیں۔ (۲) اپنے گرد و پیش اس درس گاہ کا کلمات خیر سے تعارف کرائیں۔ (۳) اپنے اور اپنے عزیز و اقارب کے بچوں کو داخل کرائیں (۴) اپنے مال سے عشر و زکواۃ صدقات' قربانی کی کھالوں میں جامعہ کا حصہ مقرر کریں مزید تفصیلات حاصل کرنے کے لئے جامعہ کا تعارف اور تعلیمی نصاب مفت منگائیں۔